B.A Part I urdu session 2019-2020 Paper I

Dr. Shahnaj Ara
Deptt. of urdu
Dr. L.K.V.D college
Shahnaj Ara.

میر تقی میر کی شاعرانہ عظمت یا میر تقی میر کی غزل گوئی

اردو شعر و ادب میں میر تقی میر کا نام جو اہمیت کا حامل ہے میر کو اردو غزل کا آفتاب کہا جاتا ہے۔ سودا کے بعد اس دور میں میر ہی بڑے پائے کے شاعر تسلیم کیے گئے تھے۔ میر ۱۷۲۳ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ انکا اصل نام میر محمد تقی تھا۔ میر کے والد صوفی منش تھے۔ انکا ایمان تھا کہ یہ دنیا صرف پیار و محبت پر قائم ہے۔ عشق کے معاملے میں میر تقی اپنے والد کے پیرو کار تھے۔ عشق ہی میر کا عقیدہ تھا، عشق ہی مذہب تھا۔ اس کے حوالے میر کی غزلوں میں جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔

وہ عشق ہی عشق ہے جہاں دیکھو
سارے عالم میں بھر رہا ہے عشق

میر کے والد کمسنی ہی میں میر کو چھوڑ کر چلے گئے۔ میر جب آگرہ سے دہلی گئے تب ان کی عمر صرف پندرہ سال تھی۔ نادر شاہ کے ہاتھوں دلی کی جو بربادی ہوئی تھی اس کا شدید اثر میر کے دل و دماغ پر ہوا تھا۔ دلی اُجڑنے کے بعد میر نے اپنے شہر آگرہ کا رخ کیا یہاں آنے کے بعد انکی جوانی شباب پر تھی۔ اس دور انہیں ایک حسینہ سے عشق ہو گیا۔ آگرہ قیام کے دوران میر اپنے رشتے کے ماموں سراج الدین خان آرزو کے مکان میں رہے۔ میر کے لیے اس گھر میں طرح طرح کی بندشیں تھیں۔ میر کے ماموں سختی سے پیش آتے تھے۔ میر نرم دل نازک احساس کے مالک تھے۔ انکی طبیعت میں گلوں کی مہک تھی، اس لیے بے جا پابندیاں ان کو راس نہ آئیں اور وہ اپنے آپ میں ایک قسم کی دیوانگی کا شکار ہو گئے۔

دل تڑپے ہے جان کھپے ہے حال جگر کا کیا ہوگا
مجنوں مجنوں لوگ کہے ہے مجنوں کیا ہم سا ہوگا

۱۷۸۲ء میں میر دہلی کو خیرآباد کہہ کر لکھنؤ آ گئے۔ نواب آصف الدولہ نے میر کو دو سو روپے ماہانہ کے بدلے دربار میں رکھ لیا۔ یہاں سے میر کی خوشحالی کے دن شروع ہوئے۔ میر لکھنؤ میں ضرور رہے لیکن دلّی ان کے دل میں رہی۔ وہ کسی بھی صورت دلّی کو بھول نہیں پائے۔ دلّی کی زبان، دلّی کی تہذیب، اور ان کی اپنی شاعری کا اسلوب جسے وہ ہمیشہ مضبوطی سے پکڑے رہے۔ میر کا دعویٰ تھا کہ دلّی والے جو زبان بولتے ہیں وہ کوئی اور نہیں بول سکتا۔ اس لیے لکھنؤ میں اکثر لوگوں سے ان کی لسانی نوک جھونک ہو جاتی تھی۔

ہم کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب ہم نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان بنا

میر کی شاعری ان کے دلوں پر کیا اثر کر سکتی ہے۔ بچپن، جوانی اور بڑھاپا میر کی زندگی کی تینوں ادوار افراتفری اور شورش و ہنگامہ کے درمیان گزرے

Scanned with CamScanner

میر جب تک زندہ رہے کرب و الم، بے سکونی اور بے اطمینانی اور محرومی کا شکار رہے۔ ایسا بھی نہیں کہ میر نے اپنی شاعری کو محض غموں کے اظہار کا دفتر بنا دیا ہو۔ میر کی شوخیاں بھی مشہور ہیں۔ میر کی بد دماغی اور بد مزاجی کے قصے بھی مشہور ہیں۔ میر اپنی شاعری کی انفرادیت اور آفاقیت کو خوب محسوس کرتے تھے۔ جس کا اظہار میر نے جگہ جگہ کیا ہے۔

ع کچھ منزلوں میں میر ہیں لوگ جب جاگے ہے میرے شعروں کا دیوانہ دکن تمام

میر کی پوری شاعری کا مطالعہ کرنے سے اس حقیقت کا بھی انکشاف ہوتا ہے کہ میر نے نکتوں سے عوامی شعر لکھ کر اپنے اس دعوے کی خود ہی تردید کر دی

ع یار کا وہ ناز، اپنا یہ نیاز :: دیکھیے ہوتا ہے کیوں کر یوں نباہ

میر کی شاعری میں سادگی اور سلاست ہے۔ ان کے یہاں فن کی اتنی باریکیاں ہیں۔ سادہ شعر بھی اس قدر پیچیدہ ہیں۔

میر کی شاعری نے ہر زمانے میں اپنا اثر دکھایا ہے۔ بعد کے شعرا نے گاہ بگاہ اپنے اشعار میں میر کی عظمتوں کا اعتراف کیا ہے۔

ع شعر میرے بھی ہیں پر درد ولیکن حسرت
میر کا شیوۂ گفتار کہاں سے لاؤں

طنز و مزاح کے بادشاہ اکبر الہ آبادی نے تو دو قدم آگے بڑھ کر ناسخ اور ذوق کو بھی اپنے ساتھ لپیٹ لیا۔

ع میں ہوں کیا چیز جو اس طرز پہ جاؤں اکبر :: ناسخ و ذوق بھی چل نہ سکے میر کے ساتھ

یہ سچ ہے کہ میر کے ساتھ کوئی نہیں چل سکا۔ لیکن میر آج بھی زمانے کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل رہے ہیں۔ میر کی شاعری کی شیدائی میری جتنی لیجنڈز کے مشعرف میر کے سوز و گداز کے دیوانے آج بھی موجود ہیں۔ میر کی شاعری اور شخصیت پر آج بھی مسلسل لکھا جا رہا ہے جدید شاعروں کے ذہنوں پہ کسی نہ کسی صورت میں میر کا اثر موجود ہے

Shahnaj Ara
17-04-2020

— × —